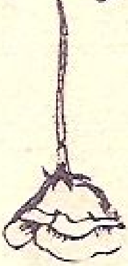
الوہیتِ مسیحؑ اور تثلیث

(قدیم مسیحی عقائد کا ایک جدید مطالعہ)



من تصنیف

محمد اسلم رانا مرکزِ تحقیقِ مسیحیت ملک پارک
شاہدرہ۔ لاہور

اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

الوہیتِ مسیحؑ اور تثلیث

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	الوہیتِ مسیحؑ	۵
۲	توہماتی ماحول	۷
۳	مسیحؑ انسان تھا	۸
۴	مسیحؑ نبی تھا	۹
۵	مسیحؑ خدا نہیں تھا	۹
۶	معجزاتِ مسیحؑ	۱۰
۷	الوہیتِ مسیحؑ کے دلائل	۱۰
۸	قرآنی اعلان	۱۲
۹	جادو جو سر چڑھ بولے	۱۲
۱۰	تثلیث	۱۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۱	مسیحی عقائد کا پس منظر	۱۳
۱۲	مسیحی تثلیث	۱۵
۱۳	عقیدۂ تثلیث	۱۶
۱۴	بائبل سے بنیاد	۱۸
۱۵	عقیدہ کی تحقیق	۱۹
۱۶	مسیحیوں میں بت پرستی	۲۱
۱۷	مریم پوجا	۲۲
۱۸	روح القدس	۲۳
۱۹	تثلیث اور قرآن	۲۵
۲۰	الوہیت مسیح و تثلیث سے انکار	۲۵
۲۱	حرفِ آخر	۲۶

الوہیتِ مسیحؑ اور تثلیث

دسمبر ۸۵ء میں لندن میں ایک افریقی مسلم مبلغ جناب احمد دیدات اور پادری اے شروش کے درمیان الوہیتِ مسیحؑ اور تثلیث کے مسیحی عقائد پر مناظرہ ہوا۔ جس کی مختصر رُوداد پاکستانی اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ ہم عوام الناس کی دلچسپی کے پیشِ نظر ان عقائد کا سادہ سا مطالعہ ضروری سمجھتے ہیں۔

الوہیتِ مسیحؑ

عقیدہ کی ابتداء۔ الوہیتِ مسیحؑ یعنی مسیحؑ کو خدا ماننا مسیحیوں کا مشہور اور بنیادی عقیدہ ہے۔ تثلیث کی بنیاد ہے۔ اس کے تاریخی پس منظر کا واجبی سا مطالعہ خالی از دلچسپی نہیں۔ تاریخ کلیسا کے مشہور امریکی محقق پروفیسر جارج پارک فشر ڈی ڈی ایل ڈی رقمطراز ہیں۔ "شروع میں ایمان کا اصول یہ تھا کہ یسوع ہی مسیح تھا جو بھی اس کی اس حیثیت کو مان لیتا اُسے مسیحی بنا لیا جاتا۔ پولوس اور یوحنا نے مسیح کے بنائے عالم سے بیشتر وجود اور خدائی کی واضح طور پر تعلیم دی۔"

(HISTORY OF THE CHRISTIAN

CHURCH BY GEORGE".

PARK FISHER, D.D., L.L.D: 1888, P.42)

پروفیسر پیک کے ہاں بھی "پولوس مسیحؑ کو خدا سمجھتا تھا"

(CHRISTIANITY ITS NATURE AND ITS TRUTH

BY PROF. ARTHUR S. PEAKE, D.D: 1922, P.229)

بائبل کے مشہور مفسر پادری ڈملو لکھتے ہیں، "مسیح کے آسمانوں پر چڑھ جانے کے بیس ہی برس بعد الوہیت مسیح کا عقیدہ کلیسا میں مضبوطی سے قائم ہو گیا تھا۔

(A COMMONTARY ON THE HOLY BIBLE

BY THE REV. J.R. DUMMELOW M.A. 1944,

P.CVIII, COL)

حضرت مسیح علیہ السلام کا مشن صرف یہودیوں کو ہی راہ راست پر لانا تھا۔ (انجیل متی باب ۱۵، درس ۲۴)۔ پولوس سلطنت روم کا رہنے والا ایک یہودی تھا، وہ حضرت مسیحؑ پر ایمان لانے والے یہودیوں کا جانی دشمن تھا۔ (بائبل کی کتاب اعمال ۲۱: ۴)۔ جب اس نے دیکھا کہ مسیح کے ماننے والے اس کے مظالم سے نہیں ڈرتے تو وہ شخص کمال ہوشیاری سے خود مسیحی ہو گیا (اعمال باب ۹)۔ اب یہودی تو اس کے جھانسے میں آنے سے رہے، وہ غیر یہودی اقوام کی طرف متوجہ ہوا، (اعمال ۱۴: ۲۶) اور رومیوں کے قابل قبول عقائد کی حیثیت سے مسیحیت پیش کرنے لگا۔ یوں جو شخص مسیحیوں کو ختم نہ کر سکا، حضرت مسیحؑ کے مذہب کو بگاڑنے میں سو فیصد

کامیاب ہوا۔ سب سے پہلے رومیوں نے ہی مسیح کو خدا تسلیم کیا تھا چنانچہ تاریخ ہند میں فخریہ لہجہ میں لکھا ہے۔ "رومی مسیح کو خدا سمجھ کر پوجتے تھے"

(LESSONS IN THE HISTORY OF INDIA BY MACMILLAN AND COMPANY: 1913, P. 15)

القصہ پولوس اور اس کے ساتھی یوحنا کی کوششوں سے مسیح کو خدائی کا درجہ حاصل ہو گیا۔

توہماتی ماحول

انجیل متی ۱۶: ۱۳ تا ۲۰ اور انجیل مرقس ۶: ۵ وغیرہ میں تفصیل سے مذکور ہے کہ مسیح کی حیات طیبہ کے دوران ہی لوگ ان کی اصل حیثیت کو نہیں سمجھ پائے تھے اور مسیح کا اپنا ارادہ بھی یہی تھا کہ لوگ ان کا اصل مقام نہ پہچان سکیں۔ ان کے بعد ان کے بارے میں غلط عقائد کا قیام حیرت انگیز نہیں۔ بالخصوص اس حالت میں کہ پولوس نے آنجناب کی تعلیمات کو عمداً بگاڑا۔ ادھر اس دور کا مذہبی ماحول بھی بات بات پر مشاہیر کو خدا بنا لینے کا اشتقاقی تھا۔ کتاب اعمال (۱۴: ۸-۱۵) میں صراحت ہے کہ پولوس کی منادی کے دوران ایک لنگڑا شخص تندرست ہو گیا۔ اس پر لوگوں نے سمجھا کہ یہ آدمیوں کی صورت میں دیوتا ہیں، چنانچہ وہ دونوں مبلغین کی پوجا کی صلاح کرنے لگے۔ شہر کے بڑے معبد کا پجاری قربانی کے لئے بیل اور پھولوں کے ہار لے آیا۔ جب افراد کے جیتے جی آنکھوں دیکھتے حال یہ تھا کہ توہم پرست لوگ ذرا ذرا سی بات پر انہیں دیوتا

اور خدا سمجھ لیتے تھے تو مسیحؑ کو خدا مان لینا بڑی بات نہیں تھی۔ پادری رینفرڈ کے الفاظ میں "مسیح نے خود کچھ نہ لکھا نہ لکھنے کا حکم دیا" (کلیسیا دی تواریخ مصنفہ فادر رینفرڈ او الیف کیپ مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۲) لیکن یار لوگ جب لکھنے بیٹھے تو انہوں نے مسیح سے متعلق اپنے اپنے عقائد و نظریات قلم بند کروائے۔ پادری مذکور کے مطابق انجیل یوحنا تو لکھی ہی مسیحؑ کی خدائی ثابت کرنے کے لئے گئی تھی۔ (صفحہ ۱۶)

اب ہم اس موضوع پر مسیحی کتب مقدسہ کے مجموعہ بائبل کا مطالعہ کریں گے۔

مسیحؑ انسان تھا

بائبل سے مسیحؑ کا انسان ہونا واضح ہے۔

مسیحؑ عورت سے پیدا ہوا تھا (گلیتون ۴ : ۴)

اسے بھوک لگتی تھی (لوقا ۴ : ۲)

کھاتا تھا (متی ۹ : ۱) پیتا تھا (یوحنا ۴ : ۶، ۷)

سفر سے تھکتا تھا (یوحنا ایضاً)

اس کے آنسو بہتے تھے۔ (یوحنا ۱۱ : ۳۵) خدا کے حضور دعائیں کرتا تھا۔ (لوقا ۲۲ : ۴۱) اسے ڈاکو کی حیثیت سے پکڑا گیا۔ (متی ۲۶ : ۵۵) اسے ٹھٹھوں میں اڑایا گیا (لوقا ۲۲ : ۶۲) اس نے بڑی آواز سے چلا کر جان دے دی (متی ۲۷ : ۴۹) اسے کفن پہنا کر دفن کیا گیا۔ (مرقس ۱۵ : ۱۶)

مسیح نبی تھا

مسیح خدا تعالیٰ کا فرستادہ اور بھیجا ہوا نبی تھا (انجیل متی آخر باب ۱۳)

(i) میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا سنتا ہوں، عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں (یوحنا ۵ : ۳۰) کیونکہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ جس نے مجھے بھیجا اسی نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں، اور میں جانتا ہوں کہ اس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے پس جو کچھ میں کہتا ہوں جس طرح باپ نے مجھ سے فرمایا ہے اسی طرح کہتا ہوں (یوحنا ۱۲ : ۴۹، ۵۰) (iii) یسوع نے پکار کر کہا جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ مجھ پر نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے پر ایمان لاتا ہے (یوحنا ۱۲ : ۴۴)

یہی مقام نبوت ہے کہ نبی خدائی احکام لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ ان حوالوں سے مسیح کے بیک وقت انسان اور خدا ہونے کا نظریہ بھی باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ بھیجنے اور بھیجے جانے والے، حکم دینے اور حکم دئے جانے والے میں واضح فرق ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیئے۔ یہ دو الگ الگ ہستیاں ہوتی ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ پہلے خدا نے مسیح کو ایک پیغام پہنچانے کا حکم دیا پھر اس کی تعمیل کے لئے خود ہی مسیح میں اتر آیا۔

مسیح خدا نہیں تھا

خدا انسان نہیں (کتاب گنتی ۲۳ : ۱۹) اس کا تخت قدیم سے قائم ہے اور وہ ازل سے ہے (زبور ۹۳ : ۲) اسے بھوک نہیں لگتی (زبور ۵۰ : ۱۲) تھکتا اور

ماندہ نہیں ہوتا (یسعیاہ ۲۸ : ۱) خدا قادر مطلق ہے (پیدائش ۲۵ : ۱۱) وہ ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا (گلتیوں ۶ : ۷) وہ غیر فانی ہے (عطا آس ۱ : ۱۷) وہ لاتبدیل ہے اس کے برس لا انتہا ہیں (زبور ۱۰۲ : ۲۷) اب غور کیجیے کہ آیا یہ صفات مسیحؑ میں پائی جاتی ہیں نہیں۔ بالکل نہیں پائی جاتیں۔

معجزاتِ مسیحؑ

اگر اناجیل میں مذکور مسیحؑ کے معجزات اس کی خدائی کی دلیل ٹھہرائے جائیں تو یہ بھی غلط ہوگا؟ کیوں کہ مسیحؑ کا اپنا قول ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا۔ (انجیل مرقس ۱۴ : ۲) مزید برآں یاد رہے کہ از روئے بائبل معجزہ نبوت کی سچائی یا خدائی کی دلیل نہیں ہے۔ انجیل متی میں مسیحؑ کا فرمان ہے "جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کریں (متی ۲۴ : ۲۴)

الوہیتِ مسیحؑ کی ایک مشہور دلیل

ان دنوں مسیحؑ کے خدا ہونے کی دلیل میں انجیل یوحنا ۱۰ : ۳۰ اکثر پیش کیا جاتا ہے "میں اور باپ ایک ہیں"۔ سطور بالا میں مسیحؑ کی زبانی جو وضاحت مندرج ہے اس کی روشنی میں اس درس کا مطلب صراحۃً یہ ہے کہ مسیحؑ اور خدا خیالات اور مقاصد میں ایک ہیں۔ مسیحؑ کا ہر قول و فعل مکمل طور پر فرامین خداوندی کے تابع تھا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مسیحؑ اور خدا وجود میں ایک تھے اور مسیحؑ بھی خدا ہے۔ ہمارے موقف کی تائید میں بائبل میں سے کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

(۱) بائبل کی کتاب پیدائش ۲ : ۲۴ میں لکھا ہے "اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا اور وہ ایک تن ہوں گے" یعنی میاں بیوی کی آپس کی محبت سب رشتہ داروں سے شدید تر ہوگی اور وہ آپس میں اس قدر زیادہ پیار محبت سے رہیں گے۔ دکھ درد میں ایک دوسرے کا اتنا ساتھ دیں گے اور ہم آہنگی سے زندگی بسر کریں گے کہ گویا وہ ایک ہی جسم ہیں۔ بصورت دیگر نسل انسانی ساری تاریخ اس خدائی فرمان کی تردید میں پیش خدمت ہے۔

(۲) کتاب پیدائش ۱۱ : ۶ میں لکھا ہے "اور خداوند نے کہا دیکھو یہ سب لوگ ایک ہیں" یہاں بھی مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ سب لوگ ایک مقصد اور مشن پر متفق ہو گئے تھے ایک آدمی بالکل نہیں بن گئے تھے۔

مسیح کی بے گناہی

پروفیسر بیک نے اپنی کتاب کے تیرھویں باب میں مسیح کی خدائی کے دلائل دیتے وقت اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ چونکہ مسیح بے گناہ تھا اس لئے خدا تھا۔ راقم نے اپنے رسالہ "عصمت انبیاء" میں بائبل میں سے مسیح کے ۹ گناہوں کی باتفصیل فہرست پیش کی ہے جسے چھپے ایک سال گزر چکا ہے مسیحی علماء چیلنج نہیں کر سکے مسیح کی خدائی کی سب سے بڑی بنیاد انجیل یوحنا مشکوک (ڈملو صفحہ ۱۰۷۷ کالم ۲) اور "بے وقت" ایک صفحہ اقرار دی جا چکی ہے۔

مسیح کا اپنا موقف

مسیح انسان اور نبی تھا اور حق تعالیٰ ہی کی عبادت اور توحید کا علمبردار تھا۔ چنانچہ جب ابلیس مسیح کو آزماتا پھرتا تھا تو اسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے جا کر دنیا کی سب

سلطنتیں اور شان و شوکت اسے دکھائی اور کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ مسیحؑ نے جواب میں کہا "اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر (متی ۴: ۱۱)

مسیحؑ کا قول ہے سب حکموں میں سے اوّل حکم یہ ہے "اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے" (مرقس ۱۲: ۲۹) اگر مسیحؑ خدا ہوتا تو کہتا "اے اسرائیل سن خداوند تیرا خدا ایک ہی خداوند ہے"۔

مرور زمانہ کی کارستانی ملاحظہ فرمایئے کہ مسیحؑ کی یہ سیدھی سادی تعلیم بگڑ گئی یہاں تک کہ خود مسیحؑ کو ہی خدا مان لیا گیا۔ لندن بائبل کالج میں مطالعۂ انجیل کے فاضل پروفیسر ڈاکٹر رچرڈ ٹی فرانس رقمطراز ہیں "یسوع مسیح کی پوجا مسیحیت کی بنیاد ہے۔

(ALION HAND BOOK: THE WORLD RELGIONS 1982, P. 336, COL. I)

قرآنی اعلان

قرآن پاک میں مسیح علیہ السلام کی شان اللہ تعالیٰ کا ایک رسول ہی بیان کی گئی ہے (سورۃ المائدہ آیت ۷۵)

الوہیت مسیح کی ان الفاظ میں تردید کی گئی ہے "البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیحؑ مریم کا بیٹا ہی ہے" (ترجمہ سورۃ المائدہ آیت ۷۲)

جادو وہ جو سر چڑھ بولے

(۱) یہودی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے "مسیحؑ مامور من اللہ تھا۔ اس لیے

ضروری اس کام کے لئے منتخب کئے جانے کی روحانی قوت تھی

(THE JEWISH ENCYCLOPEDIA: 1904, vol. 7, P. 167 col.)

(ii) پروفیسر فسٹر اپنی تاریخ کلیسا کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں "عوام الناس اس کی تعلیم سے بہت متاثر ہوئے کیونکہ وہ ایک صاحب اختیار اور ایک شخص کی حیثیت سے بولتا تھا جسے خدا کا قرب حاصل ہو۔ وہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا بتاتا تھا۔

قرآن مجید کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی شان بالکل یہی ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فرستادہ نبی تھے۔ اگر مسلمان یہودیوں اور مسیحیوں کو حضرت مسیح کے بارے انہیں کے نظریات بھی ذہن نشین نہیں کرا سکے تو یہ ان کی مجرمانہ غفلت اور مؤخر الذکر دونوں قوموں کی بدقسمتی ہے۔

(۲) - تثلیث

مسیحی عقائد کا پس منظر جب بھی کسی مذہب کے اصول اور قواعد و ضوابط کی بات چلے تو قدرتی طور پر ذہن اس مذہب کی مقدس کتاب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے لیکن مسیحیت کا کیس خاصا مختلف ہے۔ مسیحیوں کی مخصوص مذہبی کتابیں (چاروں اناجیل اور خطوط وغیرہ) اس وقت لکھی گئیں جب حضرت مسیح کے مشن کے برخلاف مسیحیت غیر یہودی اقوام میں پھیل چکی تھی۔ ان دنوں مسیح کی زندگی اور تعلیمات سے متعلق عوام

الناس میں جو خیالات، معتقدات اور نظریات مروج تھے وہ تحریر کر دیئے گئے۔
ازاں بعد ان کتابوں میں سے درست اور صحیح ہونے کے سوال نے پریشان کن صورت اختیار کر لی تو مسیحی علماء کی یکے بعد دیگرے منعقد ہونے والی مختلف کونسلوں نے ان میں سے جنہیں مناسب سمجھا مستند، الہامی اور مقدس قرار دے لیا۔ باقی کتب گو ان کا موضوع یہی تھا، رد کر دی گئیں۔

مسیحی عقائد عبادات بھی مذکورہ خطوط پر ہی مستند قرار دیئے گئے۔ مسیحؑ کی کوئی باقاعدہ تعلیم تو مسیحی کلیسیا (جماعت) تک پہنچی ہی نہیں تھی چنانچہ جب بھی ضرورت پڑتی علماء بیٹھ کر درپیش مسئلہ کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لیتے جو باقاعدہ مسیحی عقیدہ اور مدار نجات قرار پاتا۔ کسی بھی مسئلہ کا مسیحؑ کی تعلیم سے ہونا تو کجا مستند مسیحی کتب مقدسہ میں مذکور ہونا بھی لازمی نہیں تھا۔ اندریں حالات موجودہ تقریباً تمام کے تمام مسیحی معتقدات، نظریات، عقائد، خیالات، عبادات رسوم رواجات اور مذہبی اصطلاحات تک غیر مذاہب سے مستعار اور تراشیدہ ہیں۔ مسیحؑ کی اصل تعلیمات سے کوسوں دور بلکہ الٹ اور برعکس ہیں۔

چنانچہ مسیحؑ کا خدا ہونا اور تثلیث ان عقائد میں سرفہرست ہیں جن کی مسیحؑ نے ہرگز ہرگز تعلیم نہیں دی تھی۔ بائبل میں بھی ان کا بیان، بنیاد، تشریح کچھ نہیں ملتی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا واشگاف الفاظ میں رقمطراز ہے "سترھویں اور اٹھارہویں صدی کے روشنی یافتہ مسیحی مفکرین نے مسئلہ تثلیث کو اپنے تعمیری خیالات سے غیر متعلق جان کر اسے پس پشت ڈال دیا یا اسے آباؤ اجداد کا تمغہ ورثہ سمجھ کر اس پر کھلم کھلا حملے کئے کیونکہ جدید سائنس اور فلسفہ اس کا دفاع نہیں کر سکتے تھے۔ انیسویں صدی میں

پروٹسٹنٹ مورخین خاص کر الیف سی یر آنڈ اور ایڈولف وان ہارنیک نے تحقیق کی۔ کہ تثلیث مسیحیت پر یونانی اثرات کا نتیجہ تھی۔
(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۷۶ء، جلد ۲۲، صفحہ ۲۲۴ کالم ۲)

تثلیث قدیم وقتوں میں ایک مقبول و مروج عقیدہ تھا۔ آئرلینڈ سے لے کر ناطولیہ تک بشمول جرمن، سکنڈے نیوین، رومی یونانی، قدیم ایرانی۔ ہندو۔ بدھ، مصر، چینی۔ جاپانی سب اقوام و مذاہب میں تثلیث یعنی ایک خدا کے تین روپ ہونا۔ کسی نہ کسی صورت میں مانا جاتا تھا۔ ہم تثلیث کی مسیحی شکل کا ذرا تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

مسیحی تثلیث

اس بحث میں پڑنے سے پیشتر تثلیث سمجھ لینا ضروری ہے۔ انسائیکلوپیڈیا کے الفاظ میں مسیحی عقیدہ تثلیث کو نہایت عمدگی سے اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔ باپ خدا ہے۔ بیٹا خدا ہے۔ روح القدس بھی خدا ہے۔ تس پر بھی وہ تین خدا نہیں۔ بلکہ ایک خدا ہے"
(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۰ء جلد ۲۲ صفحہ ۴۷۹ کالم ۲)

رومی بادشاہ کنس ٹین ٹین نے ۳۱۲ء میں سیاسی مصالح کی بنا پر مسیحیت اپنائی۔ یاد رہے کہ وہ ساری عمر بت پرست رہا تھا۔ اور اس نے مسیحیت بسترِ مرگ پر اپنائی تھی۔ وہ پہلے سے ہی تثلیث کا معتقد تھا۔ مسیح کی اصل حیثیت کا تعین مسیحی

کلیسا کے لئے ہمیشہ سے دردِ سر رہا ہے۔ تثلیث بھی دراصل اس پیچیدہ اور لاینحل مسئلہ کا ایک حل تھا۔ جس کے لئے بادشاہ نے ۳۲۵ء میں نیقیہ کے مقام پر مسیحی علماء کی ایک کونسل بلائی۔ اور اس میں مسیح کی وہ حیثیت متعین کی۔ جو اسے ان دنوں منظور تھی۔ بعد میں وہ اس سے منحرف بھی ہو گیا۔ شائقین یہ دلچسپ تفاصیل پروفیسر فشر کی تاریخ کلیسا میں مطالعہ فرمائیں۔ ۳۸۱ء میں قسطنطنیہ کونسل اور ۵۸۹ء میں لاطینیوں کی ٹولیڈو کونسل نے نیقیہ عقیدہ میں اضافے کئے ہم آخری شکل کے انگریزی ترجمہ کا اردو ترجمہ درج کرتے ہیں۔

عقیدہ تثلیث

"میں ایک قادر مطلق خدا باپ پر ایمان رکھتا ہوں جو آسمان زمین اور تمام مرئی اور غیر مرئی اشیاء کا خالق ہے۔

اور ایک آقا خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا اکلوتا مولود بیٹا ہے۔

تمام دنیاؤں سے پہلے خدا سے پیدا ہوا۔ (خدا سے خدا) نور سے نور۔ خود اور عین خدا جو مولود ہوا موضوع نہیں۔ اس کا اور باپ کا ایک ہی مادہ (جوہر) ہے۔ اس سے تمام چیزیں بنائی گئیں۔ جو ہم انسانوں کے لئے اور ہماری نجات کے واسطے آسمانوں سے اترا۔ روح القدس کے ذریعہ کنواری مریم سے مجسم ہوا اور انسان بنا اور پیلاطس کے زمانے میں مصلوب ہوا۔ اس نے دکھ اٹھایا اور دفن ہوا۔

اور کتابِ مقدس کے مطابق جی اٹھا۔ اور آسمان پر چڑھ گیا۔ اور باپ کی دہنی جانب بیٹھا ہے۔ وہ زندوں اور مردوں کی عدالت کے لئے شان و شوکت سے دوبارہ آئے گا۔ اس کی بادشاہت کبھی ختم نہ ہوگی۔

اور میں ایمان لاتا ہوں روح القدس پر جو خدا اور زندگی بخشنے والا ہے وہ باپ اور بیٹے سے صادر ہوا۔ باپ اور بیٹے کے ساتھ اس کی عبادت بھی کی جاتی ہے۔ اور تمجید ہوتی ہے۔ وہ نبیوں سے ہم کلام ہوا اور ایک مقدس کلیسیا اور رسولی کلیسیا پر ایمان رکھتا ہوں۔ گناہوں کی معافی کے لئے ایک بپتسمہ مانتا ہوں۔ اور مردوں کے جی اٹھنے اور آنے والی دنیا کی زندگی کی امید رکھتا ہوں۔ آمین

یہ پھٹکاریں اس عقیدہ کا تتمہ ہیں۔

"لیکن جو کہتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی تھا۔ جب وہ نہیں تھا۔ اور پیدائش سے پیشتر وہ نہیں تھا۔ اور یہ کہ وہ نیستی سے ہستی میں آیا۔ یا جو کہتے ہیں کہ خدا کا بیٹا جوہر میں جدا ہے یا خلق ہوا یا اس میں تبدیلی ممکن ہے۔ جامع کلیسیا ان پر لعنت بھیجتی ہے۔"

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۷ صفحہ ۷۱۸)

نوٹ: یہ الفاظ ۳۲۵ء میں تھے۔ لیکن قسطنطنیہ کونسل ۳۸۱ء نے زائد سمجھ کر حذف کر دیئے۔ البتہ اس عقیدہ کی لاطینی شکل میں بحال کر دیئے گئے تھے تواریخ مسیحی کلیسیا کے مطابق مذکورہ کونسل نے نیقیہ عقیدہ میں روح القدس کی بابت یہ فقرات بڑھائے تھے۔

(الف) جو خداوند اور زندگی بخشنے والا ہے۔

(ب) جو باپ اور بیٹے سے صادر ہوا ہے

(ج) وہ نبیوں کی زبانی بولا۔

(تواریخ مسیحی کلیسیا مصنفہ پادری کینن ڈبلیو ڈبلیو ہیرس بی اے مطبوعہ ۱۹۳۰ء صفحہ ۲۵۹)

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے مطابق یہ محض مفروضہ ہے۔ اور اس امر کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کہ قسطنطنیہ کونسل نے نیقیہ عقیدہ میں اضافہ کیا تھا۔ اضافہ شدہ عقیدہ پہلی بار ایک مسیحی بزرگ کے خط میں ملتا ہے۔

(۵) روح القدس سے متعلق یہ الفاظ سپین کے شہر ٹولیڈو میں منعقدہ کونسل ۵۸۹ء نے اضافہ کئے تھے۔ یہ اضافہ مشرقی کلیسیاؤں کو بھلا نہ لگا۔ چنانچہ لاطینی اور یونانی مسیحیوں کے درمیان اس پر اختلاف ہے۔

یاد رہے کہ شاہ کنس ٹین ٹین اپنے منظور کروائے ہوئے عقیدہ سے منحرف ہو کر اس کے تتمہ کی پھٹکاروں کا مورد بنا تھا

غرضیکہ تثلیث پرست مسیحیوں میں عقیدہ تثلیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ اور اس کی دوسری شخصیات خدا۔ بیٹا اور خدا روح القدس کی حیثیتیں متفقہ نہیں ہیں۔ مذکورہ تشریحات کی روشنی میں مخاطب مسیحی سے پوچھ لیا جانا چاہیے۔ یہاں کس کونسل کی منظور کردہ اور کس پارٹی کی مقبول تثلیث مانتے ہو۔

بائبل سے بنیاد

بائبل کے پہلے حصہ میں تثلیث کا قطعاً کوئی بیان نہیں ہے۔ دوسرے حصہ

اناجیل وغیرہ کی کتابیں لکھتے وقت مسیحیوں میں تثلیث رائج نہیں ہوئی تھی۔ ان میں جو ایک دو واضح سے مزعومہ اشارے تھے۔ جدید انگریزی تراجم میں سے الحاقی قرار دے کر متن سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔ تثلیث کے حق میں سب سے آخری حوالہ مسیح کی طرف منسوب یہ قول تھا۔ "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو (متی ۲۸/۱۹)

پادری ڈملو منا سب تفاصیل کے ساتھ یہ دلائل بتاتے ہیں کہ زمانہ حال کے بعض نقاد اس درس کو الحاقی یا نام نہاد مسیح کا ایک غیر مصدقہ قول مانتے ہیں پروفیسر پیک بھی اپنی زیر مطالعہ کتاب کے صفحہ ۹۰ پر بتاتے ہیں کہ کئی نقادوں کے نزدیک اس مقولہ کی سند غیر معتبر ہے۔

عقیدہ کی تحقیق

(۱) تثلیث کی تشریح کہ تینوں شخصیات آپس میں برابر ہیں۔ خود بائبل سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ مسیح کی زبانی لکھا ہے "باپ مجھ سے بڑا ہے" (انجیل یوحنا ۱۴: ۲۸)

(۲) تثلیث کی کوئی الٰہی سند نہیں ہے۔ عقلی لحاظ سے ایک میں تین اور تین میں ایک سمجھ سے بالاتر ہی نہیں خلاف عقل بھی ہے

(۳) پروفیسر پیک بتاتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے کہ خدا کا وجود تثلیث میں ہے تو یہ ہم صرف مکاشفہ سے ہی جان سکتے ہیں (صفحہ ۹۰)

ہمیں تو زندگی بھر کوئی ایسا مسیحی نہیں مل سکا۔ جس نے تثلیث کو مکاشفہ کے ذریعے جانا ہو۔ اگر قارئین کرام میں سے کوئی صاحب تلاش کر پائیں تو مطلع فرمائیں۔

(۶) مسیحی دیگر اقوام کی تثلیثوں کو غلط کہتے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ مسیحی تثلیث کا کیس بھی سابقہ تثلیثوں کی حقیقت سے مختلف نہیں ہے تو اس دعویٰ کو کون جھٹلائے گا؟ اور کس بنیاد پہ؟

(۷) اقوام عالم تثلیث پرست اور بت پرست ہونے کے باوجود توحید پرستی کی دعویدار ہیں۔ آئیں دیگ میں سے ذرا ایک دانہ چکھیں۔

پنڈت برج نرائن ایم اے اپنی کتاب آسمان کے صفحہ ۱۲۱ پر لکھتے ہیں
"رگ وید کی ایک رچا میں ۳۳ دیوتاؤں کا ذکر ہے۔ ۱۱ آسمان کے ۱۱ زمین کے اور ۱۱ آسمان و زمین کے بیچ کے۔ مگر ۳۳ سے ۳۳۹ دیوتا بنے اور ۳۳۹ سے رفتہ رفتہ ۳۳ کروڑ۔ خدا پرستی میں کوئی قوم ہندوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور مذہب والے ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اور ایک خدا سے مدد چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کے معاون مددگار ۳۳ کروڑ دیوتا ہیں۔
اگر خدا پرستی یہ ہے تو خدا معلوم پھر کفر و شرک، بت پرستی اور کثیر خداؤں کو ماننا کسے کہتے ہیں۔ غرضیکہ اقوام عالم کے پیش کردہ تصور خدا، خدا پرستی اور توحید کے عقائد صاف طور پر غلط ہیں۔ تثلیثیں اس لئے غلط ہیں۔ کہ ان کے علمبرداروں میں ان کی اشکال اور توجیہات مختلف ہیں۔ اور الٰہی سند کے بغیر اپنی تجویز کردہ ہیں۔ اگر وہ غلط ہیں اور یقیناً غلط ہیں۔ تو بھی غلط ہیں۔ توحید اس لئے صحیح ہے کہ کہ اس پر تمام مذاہب عالم کا اتفاق و اتحاد ہے۔ اور ناقابل تردید الٰہی سند کی دعویدار ایک کتاب (قرآن مجید) اس دور میں بھی اس کی بہترین شکل پیش کر رہی ہے۔ دنیا بھر کی تمام اقوام، ملل اور ممالک

ہیں جہاں تک مذہب کا قدیم ترین مطالعہ کیا جا سکا ہے۔ توحید پرستی کے آثار و شواہد دستیاب ہوئے ہیں۔ افسوس ہے کہ اختصار کے پیشِ نظر ہم ایسی دلچسپ اور ایمان افروز گواہیاں پیش نہیں کر سکتے۔ کینیڈا کے پادری رابرٹ بروس اس دریا کو کوزے میں بند کرتے ہیں۔

"بت پرستی نے ہمیشہ ثابت کیا ہے۔ کہ توحید بگڑ کر کئی خدا ماننے کی پراگندگی میں مسخ ہو گئی"

(THE WORLD RELIGIONS, P.32 COL.1)

مسیحیوں میں بت پرستی

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دو بڑے اور بنیادی مسیحی فرقے ہیں۔ رومن کیتھولک پادری پروڈنٹ لکھتے ہیں:-

"بہت سے پروٹسٹنٹ مسیحی ہم پر بھی بت پرستی کا الزام لگاتے ہیں۔ کیونکہ ہم اپنے گرجوں اور اپنے گھروں میں تصویریں اور مورتیں رکھتے اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ بے شک کسی مورت کو خدا مان کر اسے سجدہ کرنا بت پرستی ہے۔ مگر کسی مورت یا تصویر کو سامنے رکھ کر خداوند یسوع مسیح کی پرستش یا اس کے مقدسین کی عزت کرنا بت پرستی نہیں ہے"

۔۔۔ لیکن فرض بھی کیا کہ ہندو لوگ اسی خیال سے اپنی

تصویروں اور مورتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ جس طرح ہم کرتے ہیں تب بھی فرق یہ ہے۔ کہ ہم خداوند یسوع مسیح اور اس کے مقدسین کی تصویروں اور ہندو لوگ رام کرشن اور وشنو کے بتوں کی عزت کرتے ہیں۔ اگر پروٹسٹنٹ یہ کہنے کو تیار ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح اور ہندو دیوتاؤں میں کوئی فرق نہیں۔ تو ہم مانتے ہیں کہ ہم بھی ان کی طرح بُت پرست ہیں۔"

(انتظام نجات مصنفہ ریورنڈ فادر پرڈونٹ وایف ایم کیپ مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحات ۹۷ تا ۱۰۰)

مریم کی الوہیت اور پُوجا

ہمارے پڑھنے سننے کے مطابق مسیحی تثلیث کے تین اشخاص خدا۔ باپ۔ خدا بیٹا اور خدا روح القدس ہیں۔ لیکن صدیوں پہلے بعض مسیحی ممالک (بالخصوص عرب) میں روح القدس کی بجائے مریم طاہرہ والدہ ماجدہ مسیح کو خدا مانا جاتا تھا۔ اور محترمہ کی پوجا کی جاتی تھی۔

پادری فانڈر لکھتا ہے۔ "اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایام میں مسیحیوں میں عام لوگ بہت بے علم اور بڑی بڑی غلطیوں میں مبتلا تھے۔ مریم طاہرہ اور مقدس لوگوں کی پرستش

کرتے تھے۔

(میزان الحق مصنفہ پادری سی جی فانڈر ڈی ڈی صفحہ ۲۲۵)

پادری جے علی بخش بھی ان الفاظ میں مریم کو خدا ماننے کے مسیحی عقیدہ کی تائید کرتے ہیں۔

"عرب میں بعض بدعتی مسیحی فرقے مقدس مریم کو ملکہ آسمانی کہہ کر اس کو درجہ الوہیت میں شمار کرتے تھے۔

(تفسیر قرآن حصہ اول از قلم پادری جے علی بخش مطبوعہ ۱۹۳۵ صفحہ ۱۶۱)

پروفیسر فشر اپنی زیر مطالعہ تاریخ کلیسیا کے صفحہ ۲۳۰ پہ لکھتے ہیں: "اگر مذہبی علماء احتیاط سے مریم اور اولیاء کی افواج کی تعظیم اور خدا ہی کی شان کے شایان عبادت کے درمیان حدِ فاصل قائم کریں۔ تو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ لوگوں کے اذہان میں ایسی تعظیم عملی طور پہ شرک ہی کی ایک قسم تھی۔"

روح القدس

مسیحی جس ہستی کو "الوہیت کا سرچشمہ خدا باپ" کہتے ہیں۔

(میزان الحق ص ۲۲۸)

اصل خالق و مالک کائنات وہی ہے۔ ہمارے دوست اس کا نام تو محض تبرکاً ہی لیتے ہیں۔ مسیحیت کا سارا زورِ بیان مسیحؑ کی خدائی ثابت کرنے پہ صرف ہوتا ہے اور مسیحی عبادات میں مسیحؑ پوجا کو

مرکزی اور بنیادی مقام حاصل ہے:

مسیحی تثلیث کا تیسرا خدا "روح القدس" مہجور و متروک ہے۔ اس کا حال بھی خدا باپ سے مختلف نہیں ہے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا رقم طراز ہے۔ "روح القدس کا صدور صرف باپ یا باپ اور بیٹے دونوں سے ہوا"۔ اس پر بحث پہلی نظر میں فرضی اور بے فائدہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ انسانی تخیل سے اس قدر باہر ہو جاتا ہے۔ کہ اسے ہم مودبانہ دھندلکوں میں رہنے دینا ہی بہتر سمجھتے ہیں

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۱۱ صفحہ ۶۱۶)

ہم قارئین کرام کی سہولت کے پیش نظر انسائیکلوپیڈیا کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے روح القدس کی خدائی کا مطالعہ نہیں کرتے۔

- - - - - - -

لو صاحبو! ہم نے مسیحیوں ہی کی زبانی ثابت کر دیا۔ کہ مسیحیت کی ابتداء توحید سے ہوئی تھی۔ جو بعد میں صریح شرک اور بت پرستی میں تبدیل ہو گئی۔ سب سے بڑا مسیحی فرقہ رومن کیتھولک آج بھی مسیح، مریم اور اولیاء و بزرگوں کی تصاویر اور بت بناتا اور ان کی پوجا کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ڈنکے کی چوٹ بت پرست کہلاتا ہے۔

تثلیث اور قرآن

قرآن پاک نے مطلق اصولِ تثلیث کی تردید کی ہے۔ اور ہر قسم کی تثلیث کو کفر قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"جنہوں نے کہا۔ اللہ تین میں سے ایک ہے:
بے شک وہ کافر ہوئے۔ حالانکہ سوائے ایک
معبود کے کوئی معبود نہیں ہے:"

(سورۃ المائدۃ ترجمہ آیت ۷۳)

الوہیتِ مسیح و تثلیث سے انکار

الوہیتِ مسیح و تثلیث کے عقائد خلافِ عقل، خلاف نقل خلاف واقعہ اور خلاف حقائق ہیں۔ بالآخر قرآنی تعلیم بالواسطہ طور پر رنگ لائی۔ اور ان عقائد کے خلاف مسیحیت کے اندر ہی اندر ابلنے والا لاوا توحید پسندی کی قدرتی راہ سے اُبل پڑا۔ الوہیت مسیح کے خلاف سب سے پہلے ۱۸۳۵ء میں رینان نے کتاب لکھی تھی۔

"تثلیث کا اولین اور کھلم کھلا مخالف میکائیل سروٹیس تھا۔
(رفتہ ۳۲۶)

سب سے پہلے توحید پرست اٹلی سے اُٹھے۔ پہلا باقاعدہ مبلغ فاسٹس سوسی نس تھا۔ ان کے عقیدے کا مرکزی نقطہ الوہیتِ مسیحؑ اور کفارہ مسیحؑ سے انکار تھا۔

مسیحؑ ایک ہادی (ہدایت دینے والا۔ استاد۔ اسلم) اور شارع (شریعت دینے اور شریعت کا پرچار کرنے والا تھا) (دفتر صفحات ۳۱۔ ۴۳)

بڈل جان پہلا توحید پرست انگریز تھا۔ اسے اپنی کتابوں تثلیث پر حملے کرنے کی پاداش میں جرمانے۔ جیل۔ جلاوطنی کی سزائیں دی گئیں۔ ۱۶۵۲ء میں وطن واپسی پر اس نے اپنی تعلیمات کا از سرِ نو پرچار شروع کیا۔ تو اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔ وہیں اسے بخار چڑھا اور مر گیا۔

(PEAR.S ENCYCLOPAEDIA 1961 P.131)

آج کل توحید پرست مسیحی تعداد میں تثلیث پرستوں سے زیادہ ہیں۔ اور بہت سے فرقوں میں منقسم ہیں

حرفِ آخر

ہم بائبل اور مشاہیر مسیحی علماء و محققین کی زبانی خالصتہً تحقیقی نظر سے تثلیث کے تمام ضروری پہلوؤں کا مناسب تفاصیل سے مطالعہ

کر چکے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا رقم طراز ہے۔
"تثلیث میں غلطی کا مطلب خود پیغامِ نجات میں غلطی ہوگا۔"
(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۱۱ ص ۶۱۶)
الوہیتِ مسیح و تثلیث وغیرہ کے مسیحی عقائد علماء کی مجلسوں کمیٹیوں اور کونسلوں نے منظور کئے تھے۔ پروفیسر فشر بتاتے ہیں۔ "کلیسیائے انگلستان کا دعویٰ ہے۔ کہ رومی کلیسیا اور مشرق کے قدیم بزرگوں نے ایمان کے معاملات میں غلطی کی ہے مسیحی علماء کی کونسلوں کے بارے میں بھی اس کی رائے یہی ہے۔"
(ص ۲۲۳)
امید واثق ہے۔ کہ مسیحی بھائی اب غلطی پر مزید اصرار نہیں کریں گے اور صدقِ دل سے حق و صداقت کو قبول کرنے میں سستی اور غفلت سے کام نہیں لیں گے۔ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے۔ تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔

"کون مجھے جھوٹا ثابت کرے گا اور میری تقریر کو ناچیز ٹھہرائے گا"
(بائبل کتاب ایوب باب ۲۴۔ درس ۲۵)

تتمہ